سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے نبوّت سے متعلق افکار و نظریات کا جائزہ

(قرآنِ مجید کی روشنی میں)

Review of the thoughts and ideas of Sultan Syed Ashraf Jahangir Samnani regarding his Prophet hood(In the light of Quran)

1. Dr. Shakir Hussain Khan

Visiting Teacher dept of Islamic Learning University of Karachi

Email : shakirhussaink24@gmail.com

To cite this article

Dr. Shakir Hussain Khan (2021) Urdu

سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے نبوّت سے متعلق افکار و نظریات کا جائزہ

(قرآنِ مجید کی روشنی میں)

Review of the thoughts and ideas of Sultan Syed Ashraf Jahangir Samnani regarding his Prophet hood(In the light of Quran)

Albahis: Journal of Islamic Sciences Research, *1*(2), 1–13. Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

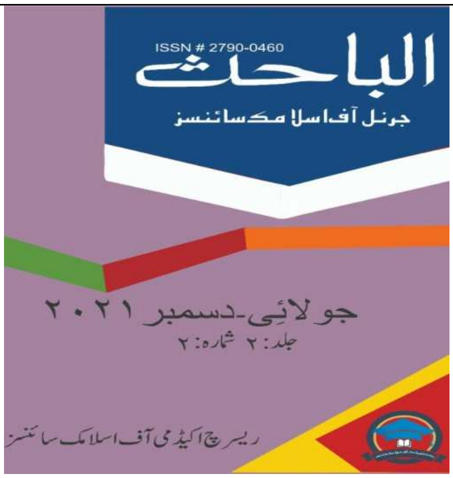

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے نبوّت سے متعلق افکار و نظریات کا جائزہ

(قرآنِ مجید کی روشنی میں)

Review of the thoughts and ideas of Sultan Syed Ashraf Jahangir Samnani regarding his prophet hood (In the light of Quran)

Abstract:

King Ashraf Jehangir Samnani is the famous Sufi elder of the eighteenth century. He started the series of Ashrafia he was the kings of Samnan. After the death of his father King Syed Mohammad Ibrahim, he became the king of Samnan at the age of seventeen(17).Their affection was towards Sufiism. So, after some time his brother, Araf Samnani, surrendered to the Empire.He chose to travel to India and Shiekh -ul-Islamuddin's allegiance came on.He was the elders of Chaitia Nomaniya series. The book "Lataif e Asharfi" is famous in Shiekh Samnani's books. This book was compiled by his disciples "Nizamuddin". This book is in Persian and it has also translated Urdu. I reviewed their beliefs And the belief of these Prophecy took place in the light of the Qur'an. Which is being written in writing.

Keyword: King, Samnan, Sufiism, Lataif e Asharfi, Persian,

کلیدی الفاظ : بادشاہ، سمنان ، صوفی ازم، لطیف، اشرفی، فارسی

تمہید:

شیخ سلطان اشرف جہانگیر سمنانیؒ اٹھارویں صدی کے مشہور صوفی بزرگ گزرے ہیں۔ان سے سلسلہ اشرفیہ کا آغاز ہوا۔ وہ سمنان کے سابق بادشاہ تھے جو کہ اپنے والد شاہ سید محمد ابراہیم کی وفات کے بعد، سترہ برس کی عمر میں سمنان کے بادشاہ بنے۔ ان کا لگاؤ اور رجحان صوفی ازم سے تھا۔ چنانچہ، کچھ عرصے بعد، انہوں نے اپنے بھائی، سمنانی سلطنت ان کے سپرد کردی۔ انہوں نے ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔اور شیخ الاسلام الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔وہ سلسلہ چشتیہ نعمانیہ کے بزرگ تھے۔

شیخ سمنانیؒ کی کتابوں میں "لطیف اشرفی" مشہور ہے۔ یہ کتاب ان کے شاگرد "نظام الدین" نے مرتب کی تھی۔ یہ کتاب فارسی میں ہے اور اس کا اردو ترجمہ ہوگیا ہے۔پاکستان میں ان کے مریدین کے دو حلقے ہیں،ایک حلقہ کراچی اور دوسرا لاہور میں ہے۔ان کے مریدین اشرفی کہلاتے ہیں۔محافل میں خوش لباس زیب تن کرتے ہیں،زرد رنگ کا عمامہ اور زرد ہی رنگ کی چادر گلے میں ڈالتے ہیں۔

مقالہ نگار کراچی میں منعقد ہونے والے "شیخ سمنانی سیمینار" میں دو مرتبہ شریک ہوا ہے۔

مقالہ نگار اس سے قبل ایک مضمون "مراتب توحید سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی کے افکار کی روشنی میں" پیش کرچکا ہے جو کہ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ، ماہِ ستمبر ۲۰۱۶ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔راقم نے، پیش نظر مقالے میں شیخ سمنانیؒ کے نبوت کے متعلق عقائد اور نظریات کا جائزہ، قرآن مجید کی روشنی لیا ہے۔یہ مقالہ قرآنیات، عقائد اور تصوف کے طالب علموں کے لیے سود مند ثابت ہوگا۔

عقیدہ و نظریہ:

عقیدہ، عقد، سے ماخوذ ہے جس کے معنٰی گرہ کے ہیں۔ کیوں کہ انسان مذہبی طور پر کسی بھی نظریئے یا عقیدے سے بندھ جاتا ہے،اس لیے اس نظریہ کو عقیدہ کہتے ہیں۔ شادی کی تقریب کے دعوت نامہ پر اردو میں تحریر کیا جاتا ہے عقد مسنونہ/عقد نکاح، کیوں کہ ایک مرد اور ایک عورت نکاح کے بندھن میں بندھ جاتے ہیں۔ یہ لفظ قرآن مجید میں بھی ارشاد ہوا ہے۔ وہ آیتِ قرآنی آپ بھی ملاحظہ کرلیں: وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي [1] ."اور کھول دے گرہ میری زبان سے۔"

نظریہ کا تعلق انسان کی اپنی ذاتی آرا و فکر سے ہوتا ہے جو اس کی علمی سطح اور قابلیت ساتھ بدلتی رہتی ہے۔عقیدے اور نظریئے میں یہی اختلاف ہے۔دوسرے الفاظ میں ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ عقیدہ جامد ہوتا ہے اور نظریہ حرکت کرتا ہے،اس لیے ان دونوں کا ایک ہی معنٰی سمجھنا یا ان دونوں کا ایک ہی مفہوم بیان کرنا صحیح نہیں ہے۔اگر ایمانیات کی بات کریں مثلاً، توحید، وجودِ الٰہ، یوم آخرت، ایمان بالکتاب، یہ وہ عقائد ہیں جن کی بنیاد وحی اور نص قطعی پر ہے۔ان کی نص ہمیں قرآن مجید سے ملتی ہے۔

اس کے برعکس افکار و نظریات کا تعلق فکر و نظر سے ہوتا ہے۔ایک شخص کا نظریہ ایک وقت میں کچھ اور دوسرے وقت میں کچھ اور ہو جاتا ہے۔اس کی بنیاد انسان کا اپنا حاصل شدہ علم، مشاہدہ اور تجربہ ہوتا ہے۔وہ اپنے حاصل شدہ علم، مشاہدے اور تجربے کی بنیاد پر اپنے افکار و نظریات قائم کرتا ہے۔بعض اوقات وہ افکار، تفرد کا مقام بھی حاصل کرلیتے ہیں۔جو کہ ایک شناخت کا باعث بھی بن جاتے ہیں۔برائی اس وقت شروع ہوتی ہے جب ہم اپنی فکر و نظر کو دوسروں پر نافذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی زبردستی و سختی، تنازعے کی شکل و صورت اختیار کرلیتی ہے۔

[1] . القرآن ۲۰: ۲۷

اسلام کے بنیادی عقائد:

قرآن مجید میں اسلام کے بنیادی عقائد کا ذکر متفرق طور متعدد مرتبہ وارد ہوا ہے لیکن دو مقام ایسے ہیں جہاں یہ عقائد ایک ساتھ بیان ہوئے ہیں وہ مقام درجہ ذیل ہیں وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ[2]. "اور لیکن نیکی تو یہ ہے جو ایمان لایا اللہ پر اور یوم آخرت پر اور ملائکہ پر اور کتابوں پر اور نبیوں پر۔"

ایک دوسرے مقام پر فرمایا گیا: آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلآئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ.[3] "رسول ایمان رکھتے ہیں اس پر نازل ہوا ہے ان کے رب کی جانب سے اور تمام مؤمن بھی ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس کے ملائکہ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر، فرق نہیں کرتے اس کے رسولوں (پر ایمان لانے) میں۔"

اسلام کے بنیادی عقائد میں توحید کے بعد رسالت اور پھر الہامی کتابوں پر ایمان اور پھر روزِ جزاء پر ایمان لانے کو بیان کیا جاتا ہے۔ غور کیا جائے تو در حقیقت مذکورہ تمام عقائد و نظریات توحید کے باب کی فصلیں معلوم ہوتی ہیں۔ کیوں کہ ان تمام نظریات کا تعلق صرف اللہ رب العلمین ہی سے ہے، اللہ کے رسول، اللہ کی کتابیں، روزِ جزاء کا مالک اللہ رب العلمین۔ اس لیے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہونگے کے ان عقائد کا بیان توحید کا ہی بیان ہے۔

مقام نبوت ورسالت قرآن مجید کی روشنی میں:

نبوت ورسالت کا عنوان ایک حساس نوعیت کا حامل ہے۔ اس لیے لوگ عام طور پر اس عنوان کے تحت بات چیت کرتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ ہم عقیدہ رسالت کے متعلق چند آیاتِ قرآنی ملاحظہ کرتے ہیں تاکہ عقیدہ رسالت کا مفہوم کھل کر ہمارے سامنے آجائے تاکہ ہم اپنے مضمون کی وضاحت کر سکیں۔ اللہ رب العلمین کا ارشاد ہے: وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولاً[4]. "ہم نے ہر امت میں رسول مبعوث کیے۔"

ایک مقام پر ارشاد فرمایا: وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلاَّ لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّهِ[5]. "اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا وہ اس لیے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے۔"

اور ارشاد فرمایا: وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلاَّ رِجَالاً نُّوحِي إِلَيْهِم مِّنْ أَهْلِ الْقُرَى[6]. "اور ہم نے آپ سے پہلے بستیوں میں رہنے والوں میں سے ہی مرد ہی بھیجے تھے جن پر ہم وحی نازل کرتے تھے۔" یعنی ہر خطے کی مرکزی آبادی، قریہ، شہر وغیرہ میں انبیاء کرام کی بعثت ہوئی۔ ثابت ہوا کہ دنیا کی کوئی آبادی ایسی نہ رہی جہاں اللہ رب العلمین نے نبی نہ بھیجا ہو۔

نبوّت بھی فضلِ خداوندی ہے، جیسا کہ ارشاد ہوا: ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ.[7] "یہ اللہ کا فضل ہے جو چاہت سے عطا کرتا ہے۔"

---

2. القرآن ۲: ۱۷۷

3. القرآن ۲ : ۲۸۵

4. القرآن ۱۶ : ۳۶

5. القرآن ۴ : ۶۴

6. القرآن ۲ : ۱۰۹

7. القرآن ۶۲ : ۴

اور ارشاد فرمایا: وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ [8] ."اور ہم نے آپ (ﷺ) سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیجے، جن میں بعض کے احوال ہم نے آپ سے بیان کر دیئے اور ان میں سے بعض کے حالات آپ سے بیان نہیں کیئے"

اللہ رب العٰلمین نے ارشاد فرمایا: وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ [9]. "اور مبعوث کیا رسولوں کو اس لیے کہ وہ بشارتیں دیں اور ڈرائیں۔"

اور فرمایا: لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ [10] ."اس کے رسولوں میں، فرق نہیں کرتے (ایمان لانے میں) ۔"

اور فرمایا: وَ مَّا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَإِن تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ [11] ."اور اللہ تم کو غیب کی باتوں سے بھی مطلع نہیں کرے گا لیکن اللہ اپنے رسولوں (اپنا پیغام دینے والوں) میں سے جو چاہے اسے عطا فرماتا ہے۔"

جن انبیاء کرام کے قصے قرآن مجید میں بیان کیئے گئے ہیں یا ان کے اسماء گرامی آئے ہیں۔ یہ وہ انبیآء کرام تھے جن کا تعلق مشرقِ وسطی سے تھا اور ان میں سے چند کے قصوں اور ناموں سے اہل عرب آشنا تھے اور ان میں سے بعض واقعات اہل عرب کے لیے نئے بھی تھے۔ جیسا کہ ثابت ہوا کہ دنیا کی ہر بستی میں نبی مبعوث کیے گئے۔ لیکن قرآن مجید نے ان کے ناموں کی مکمل فہرست بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ البتہ اُن پر اور ان پر نازل ہونے والی کتابوں پر ایمان لانے کی تلقین کی ہے۔

خاتم النبیّین محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق قرآنی آیات :

جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہوا: قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا [12] ."آپ فرمادیں اے انسانوں میں تم سب کے لیے اللہ کا رسول مبعوث کیا گیا ہوں۔"

اور فرمایا گیا: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ [13]. "ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے۔"

اور ارشاد ہوا: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ [14] . "اور ہم نے بھیجا نہیں آپ کو سوائے رحمت بنا کر تمام عالموں کے لیے۔"۱۴۔

اور فرمایا گیا: مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ [15] ."محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔"

---

8. القرآن ۴۰ : ۷۸ .
9. القرآن۶ : ۴۸
10. القرآن۲ : ۲۸۵
11. القرآن۳ : ۱۷۹
12. القرآن۷ : ۱۵۸
13. القرآن ۳۴ : ۲۸
14. القرآن ۲۱ : ۱۰۷
15. القرآن ۳۳ : ۴۰

پیش کی گئی آیاتِ قرآنی سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ اللہ رب العلمین کے آخری نبی و رسول ہیں۔ آپ ﷺ سے قبل تشریف لانے والے نبیؑ صرف ایک خاص بستی یا خطے کے نبی ہوتے تھے۔ اللہ رب العلمین نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر معبوث فرمایا۔ تمام صحابہ کرامؓ کا اس بات پر اجماع تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اللہ رب العلمین کے آخری نبی ہیں۔

مقام نبوت کے متعلق جہانگیر سمنانیؒ کے افکار:

شیخ سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے مقامِ نبوّت وعقیدہ رسالت کے مختلف پہلوؤں کو تفصیل سے قرآن مجید کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ جس سے ان کی قرآن فہمی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ لطائف اشرفی کے مطالعے سے ثابت ہوتا ہے کہ شیخ سمنانیؒ نے اپنی فکر و نظر کا محور قرآن مجید کو بنالیا تھا۔ شیخ سمنانی نے عقیدہ رسالت کے متعلق اپنے افکار و نظریات کی ترتیب و تہذیب، قرآنی فکر کے مجموعی پس منظر میں انجام دی ہے۔ انہوں نے نبوّت کے متعلق اپنے افکار و نظریات کی نہایت شرح اور بسط کے ساتھ وضاحت کی ہے۔ لطائف اشرفی کے مطالعے سے ان کے جو افکار و نظریات آشکار ہوئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

شیخ سمنانی، اس بات کے قائل تھے کہ اللہ رب العلمین نے تمام انسانوں کو ان کے فرائض کے مطابق درجے عطا فرمائے ہیں۔[16] اس بات کو قرآن مجید نے مختلف انداز میں مختلف مقامات پر بیان کیا ہے۔ مثال کے لیے درج ذیل آیات ملاحظہ کیجیے۔

وَاللهُ فَضَّلَ بَعۡضَكُمۡ عَلَىٰ بَعۡضٍ فِي الرِّزۡقِ[17]. "اور اللہ نے تم میں بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے رزق میں۔"

آیت، مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ معاشی لحاظ سے انسانوں میں جو فرق پایا جاتا ہے وہ اللہ رب العلمین کے بنائے ہوئے ہیں، جو کہ فطری نظام کے عین مطابق ہے۔ اس فرق کا مقصد یہی ہے کہ انسان ایک دوسرے کا محتاج رہے، بے نیاز نہ ہو، جس انسان کو رزق دے کر فضیلت بخشی گئی ہے اس کے مال واسباب میں دوسروں کا بھی حق ہے۔ جس طرح اللہ رب العلمین اس کو رزق عطا فرمایا ہے وہ بھی دوسروں کو عطا کرے انسان کی یہی ایک دوسرے کی محتاجی خدا کو انسان سے ممتاز کرتی ہے۔

اللہ رب العلمین نے اپنے انعام یافتہ عباد میں سب سے بلند درجہ انبیاء کرام کا رکھا ہے، پھر صدیقین کا، پھر شہداء کا، اور پھر صالحین کا مقام مقرر فرمایا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: مَا فَضَّلَ اللهُ بِهِ بَعۡضَكُمۡ عَلَىٰ بَعۡضٍ[18] "فضیلت دی ہے اللہ نے تم میں بعض کو بعض پر۔"

شیخ سمنانیؒ رقم طراز ہیں کہ "عقلاً کی انتہا اولیاء کی ابتداء ہے اور اولیاء کی انتہاء انبیاء کی ابتداء۔"[19] وہ کہتے ہیں "حدیث میں ہے کہ فرشتے جانتے ہیں کہ نعمت کے دو درجے کیا ہیں؟ چناں چہ اس روایت میں جو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ علماء کا درجہ مومنین کے درجے سے بالا تر ہے۔ ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔"[20]

انبیاء کرام کے درجات کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہوا: تِلۡكَ الرُّسُلُ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلَىٰ بَعۡضٍ مِّنۡهُم مَّن كَلَّمَ اللهُ وَرَفَعَ بَعۡضَهُمۡ دَرَجَاتٍ

---

16. یمنی، نظام الدین، لطائف اشرفی (کراچی، اشرفی انٹر پرائز، جون ۲۰۰۲ء) ج ۲، ص ۱۹

17. القرآن ۱۶ : ۷۱

18. القرآن ۴ : ۳۲

19. لطائف اشرفی، ج ۲، ص ۱۹

20. ایضاً، ص ۲۰

[21]. "یہ رسول ہیں ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض ایسے ہیں جن سے اللہ ہم کلام ہوا اور بعض کے مرتبے بلند کیئے۔"
کسی نے شری رام چندر جی سے دریافت کیا کہ کتنے درجات ہیں جن کو طے کرکے بندہ خدا سے وَاْصَل ہو سکتا ہے؟ شری رام چندر جی نے فرمایا "چودہ درجے طے کرنے کے بعد بندہ خدا سے واصل ہو سکتا ہے۔" اُس نے دریافت کیا کہ کیا آپ نے یہ چودہ درجے طے کر لیئے ہیں؟ شری رام چندر جی نے فرمایا نہیں میں نے ان چودہ درجوں کو طے نہیں "اس نے پھر دریافت کیا کہ کیا آپ ان چودہ درجوں کو طے کرنا چاہتے ہیں؟ شری رام چندر جی نے کہا" نہیں میں طے کرنا نہیں چاہتا، ہم اپنے موجودہ درجہ سے آگے نہیں بڑھیں گے "اس نے پھر دریافت کیا کہ آپ سے پہلے کوئی ایسا شخص گزرا ہے جس نے یہ چودہ درجے طے کیے ہوں؟ انہوں نے کہا" نہیں "اس نے دریافت کیا آپ کے بعد کوئی شخص آئے گا؟ رام چندر جی نے کہا" ہاں آخری زمانے میں ایک شخص ایسا آنے والا ہے جو یہ سب درجات طے کر لے گا "اس نے دریافت کیا اس شخص کا کیا نام ہوگا؟ آپ نے فرمایا" محمد "اس نے دریافت کیا کہ وہ کہاں پیدا ہوگا؟ کہا" وہ ایک پتھروں والے ملک میں پیدا ہوگا اور ہجرت کر کے کھجوروں والے شہر میں بود و باش اختیار کرے گا اور وہیں سے اس کا دین ساری دھرتی پر پھیلے گا اور جو کچھ کہے گا وہی کرے گا۔ جو اس کے دین کو لازم پکڑے گا وہ بیکنٹھ (بہشت) میں جائے گا۔ جو ان کے دامن کو نہ پکڑے گا یا پکڑ کر چھوڑ دے گا وہ نرگ (دوزخ) میں جائے گا "اس نے دریافت کیا، اس کا لباس کیسا ہوگا اور خوراک کیسی ہوگی؟ آپ نے فرمایا" پوشاک دھوتی پگیا اور اپنے دین کو پھیلانے کے لیے وہ برچھی تلوار کے ساتھ منکروں سے لڑے گا اور بد دعا سے ملک کو فتح نہ کرے گا۔"
[22]پیش کیے گئے اقتباس سے ثابت ہوتا ہے کہ شری رام چندر جی بھی اُن درجات کے قائل تھے جو اللہ رب العلمین نے عطا فرمائے ہیں نیز ان کی پیشین گوئی کے مصداق یقیناً رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔
قرآنِ مجید میں ارشاد ہوا: وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى. ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى. فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى. فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى. مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى. أَفَتُمَارُونَهُ عَلَى مَا يَرَى. وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى. عِندَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى. عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى. إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى. مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى. لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى۔ [23] "اور وہ اونچے درجے میں تھے پھر قریب ہوئے اور آگے بڑھے تو دو کمان کے فاصلے پر یا اس سے بھی کم پھر اپنے بندے کی جانب وحی کی جو کچھ انہوں نے دیکھا ان کے دل نے اس کو جھوٹ نہ جانا کیا جو کچھ وہ دیکھتے ہیں تم اس میں ان سے جھگڑتے ہو اور انہوں نے اس کو ایک اور بار بھی دیکھا ہے پھر سدرۃ المنتہیٰ (بیری) کے پاس اسی کے قریب جنتُ الماویٰ (بہشت) ہے جب کہ اس بیری پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا ان کی آنکھ نہ تو بہکی اور نہ حد سے بڑھی انہوں نے اپنے رب کی کتنی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔"
شیخ سمنانیؒ انبیاء کرام کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے رقم طراز ہیں "جو کچھ لوگوں کو خواب میں غیب کے ادراک سے متعلق مثالی طور پر نظر آتا ہے اسے واضح طور پر بیداری میں دیکھتے ہیں اور اللہ ان کو قدرت دیتا ہے کہ اگر وہ چاہیں کہ آسمانی و زمینی جسموں میں تصرُّف کریں تو اللہ کے حکم سے کر سکتے ہیں۔" [24]اللہ رب العلمین کا فرمان ہے: سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ[25]. "سبحان ہے وہ ذات جو لے گیا رات میں اپنے عبد کو مسجد الحرام (مکہ معظمہ) سے مسجدِ اقصیٰ (دور کی مسجد) تک، جس کے گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں

---

[21]. القرآن ۲ : ۲۵۳
[22]. فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان/ مترجم محمد فیض احمد اویسی (بھاول پور، مکتبہ اویسیہ رضویہ، مارچ ۱۹۸۵ء) ج ۱، ص ۹۷۶
[23]. القرآن ۵۳ : ۷تا۱۸
[24]. لطائف اشرفی، ج ۲، ص ۲۰
[25]. القرآن ۱۷ : ۱

تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں، بیشک وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔"

شیخ سمنانیؒ رقم طراز ہیں کہ انبیاء علیہم اسلام بشری تَعلیمُ وَتعَلُّم کے بغیر ابتداء اور آخرت کی مکمل تفصیلات اُفقِ غیب سے حاصل کرتے ہیں۔"[26] یعنی وہ کسی استاد کے شاگرد نہیں ہوتے انہیں اللہ رب العلمین برائے راست تعلیم دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ مجید کی متعدد آیات سے ثابت ہے اس عنوان کے تحت بھی چند آیات قرآنی ملاحظہ کیجیے۔ اللہ رب العلمین کا فرمان ہے:

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ [27]."انسان کو وہ سکھایا جس کا اسے علم نہ تھا۔"

اللہ رب العلمین کا فرمان ہے: وَعَلَّمَ آدَمَ الأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلاَئِكَةِ فَقَالَ أَنبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلاءِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ[28]."اور اس نے آدم کو سکھادیئے تمام علوم، پھر فرشتوں سے فرمایا مجھے بتاؤ اگر تم سچے ہو۔"

اللہ رب العلمین کا فرمان ہے: الرَّحْمَٰنُ. عَلَّمَ الْقُرْآنَ.[29] "رحمٰن نے اپنے رسول کو قرآن سکھایا۔"

اللہ رب العلمین کا فرمان ہے: وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ. إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ. عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ[30]. "اور وہ نہ خواہشِ نفس سے کہتے ہیں یہ تو اللہ کا کلام (قرآن مجید) ہے جو ان پر وحی کیا جاتا ہے ان کو سکھایا ہے نہایت قوت والے نے۔"

اللہ رب العلمین، انبیاء کرام کو غیبی علوم، وحی کے زریعے عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ متعدد آیاتِ قرآنی ثابت ہوتا ہے اس کی بھی چند مثالیں ملاحظہ کیجیے:

اللہ رب العلمین کا فرمان ہے: عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا. إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ [31]." (اللہ) غیب کی باتیں جاننے والا ہے اور کسی کو غیب ظاہر نہیں کرتا سوائے جس (رسول) پیغام دینے والے کو پسند فرمائے غیب بتانا۔"

اللہ رب العلمین کا فرمان ہے: مَّا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ [32]."اللہ تم کو غیب کی باتوں سے بھی مطلع نہیں کرے گا لیکن اللہ اپنے رسولوں (اپنا پیغام دینے والوں) میں سے جو چاہے اسے عطا فرماتا ہے۔"

اللہ رب العلمین کا فرمان ہے: ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ[33]."یہ باتیں ہیں اخبار غیب کی جو ہم آپ پر وحی کرتے ہیں۔"

اللہ رب العلمین کا فرمان ہے: وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ[34]. "اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔"

---

26. لطائف اشرفی، ج ۲، ص ۲۰

27. القرآن ۹۶: ۵

28. القرآن ۲ : ۳۱

29. القرآن ۵۵ :۱۔۲

30. القرآن ۵۳ : ۳۔۴۔۵

31. القرآن ۷۲: ۲۶۔۲۷

32. القرآن ۳ : ۱۷۹

33. القرآن ۳ :۴۴

34. القرآن ۸۱ : ۲۴

شیخ سمنانی رحمۃاللہ علیہ رقم طراز ہیں "ہر عمل جو دنیا میں آدمی سے صادر ہوتا ہے اس کے بارے میں انہیں علم ہوتا ہے۔"[35] جیسا کہ قرآنِ مجید میں سیدنا عیسیٰ علیہ اسلام کے متعلق انہی کی زبانی بیان کیا گیا آیتِ قرآنی ملاحظہ کیجیے۔

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے: أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ[36]. "(عیسیٰ ؑ نے فرمایا) میں بناتا ہوں تمہارے سامنے مٹی کی مورت پرندے کی پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور اندھے اور برص والے کو تندرست کر دیتا ہوں اس مرض سے اور اللہ کے حکم سے مردے کو زندہ کر دیتا ہوں اور جو کچھ تم کھا کر آتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو سب تم کو بتا دیتا ہوں۔"

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِن تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ[37]. "اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ معلوم کرو اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں اور اگر تم ایسی باتیں دریافت کرو گے تو تمہیں بری لگیں اور اگر تم ایسی باتیں دریافت کرو گے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی نزولِ قرآن کے ایام میں۔"

ایک مقام پر اس بات دوسرے انداز میں بیان کیا گیا ہے وہ آیت بھی ملاحظہ کیجیے۔

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے: وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ[38]. "اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں۔ اگر وہ تمہاری بہت سی باتوں میں تمہارا کہا مان لیں تو تم لوگ مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ گے۔"

مذکورہ بالا وہی آیات ہیں جن کی وجہ سے مومنین کا ایک طبقہ اس نظریئے کا قائل نظر آتا ہے کہ انبیاء کرام اللہ رب العٰلمین کے بتانے سے غیبی امور سے باخبر ہو جاتے ہیں۔

شیخ سمنانیؒ رقم طراز ہیں کہ "اس ضابطہ کلی کی جس سے دنیا کا نظام قائم ہے (انبیاء کرام) تعلیم دیتے ہیں"[39] جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اللہ رب العٰلمین نے ارشاد فرمایا: هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ[40]. "وہی ہے جس نے اُن اہلیانِ مکہ میں انہی میں سے رسول مبعوث کیا جو اُن کے سامنے اس کی آیتیں پیش کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو الکتاب والحکمۃ کی تعلیم دیتا ہے۔"

آیت مذکورہ میں، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے مقاصد بیان کیے گئے ہیں۔ آپ ﷺ لوگوں کے سامنے قرآن مجید پیش کرتے ہیں، ان کا تزکیہ کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ " وَيُزَكِّيهِمْ" کے دو مفہوم پائے جاتے ہیں، ایک قلبی طہارت ہے جو ذکرِ قلبی سے حاصل ہوتی ہے اور دوسرا مفہوم اخلاقی تعلیم ہے جس کا دارومدار ریاضت پر ہے۔ آپ ﷺ نے دونوں کی تعلیم فرمائی اور اللہ رب العٰلمین کی کتاب سے اُن کا تزکیہ فرمایا۔

شیخ سمنانیؒ رقم طراز ہیں کہ "(انبیاء کرام) قطعیٔ طور پر تحقیق کے ساتھ اعمال کے ثواب اور عذاب کی مقدار کو جانتے ہیں علاوہ ازیں روح القدس کے توسُّط اور پیغام رسانی کی بنا پر لوگوں کو حکم دیتے ہیں۔ انسانی روحوں کی ہدایت نفسِ بشری کی تکمیل کے لیے ان کو ابدی نیک بختی کی بشارت دیتے ہیں اور ہمیشہ بد بختی سے ڈرتے

---

[35]. لطائف اشرفی، ج۲، ص۲۰

[36]. القرآن ۳ : ۴۹

[37]. القرآن ۵ : ۱۰۱

[38]. القرآن ۴۹ : ۷

[39]. لطائف اشرفی، جلد ۲ ، ص ۲۰

[40]. القرآن ۶۲: ۲

ہیں۔"[41]

انبیاء کرام جنت کی بشارت دیتے ہیں اور بد بختی اور جہنم کے خطرات سے ڈراتے ہیں ان کے اس منصب وصفت کے لیے قرآنِ مجید میں مبشر اور نذیر کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ جیسا کہ ایک مقام پر ارشاد ہوا: وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ.[42] "اور مبعوث کیا رسولوں کو اس لیے کہ وہ بشارتیں دیں اور ڈرائیں۔"

صوفیا کرام نے بھی لوگوں کی اصلاح و تربیت کے لیے یہی منہج اختیار کیا، نیکی کا حکم دیا برائیوں سے روکنے کی کوشش کی، قرآنی تعلیمات کے ذریعے سے ان کا تزکیہ کرتے ہوئے ان کے قلوب میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی شمع روشن کی۔

خلاصہ بحث:

مذکورہ گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ نبوّت و رسالت کے متعلق شیخ سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے افکار و نظریات ظاہری طور پر قرآن مجید کے مطابق معلوم ہوتے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ لطائف اشرفی میں مقامِ رسالت کو عمومی طور پر قرآنی تعلیمات کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔ بعض مقامات پر احادیث سے بھی استدلال کیا گیا ہے اور نقلی دلائل کے ساتھ ساتھ عقلی دلائل بھی دیئے ہیں۔ گویا اپنے افکار و نظریات کو قرآنی دلائل سے مدّلّل کر کے اسے متکلمانہ اسلوب میں قلمبند کیا ہے۔ نیز یہ کہ ان کے عقائد اور افکار و نظریات میں ہمیں ظاہری طور پر کوئی مشرکانہ یا غیر قرآنی بات معلوم نہیں ہوئی۔ یہ وہ ہی نظریات ہیں جسے قرآنِ مجید نے انبیاء کرام کے تعلق سے بیان کیا ہے اور یہی اصحابِ رسولؐ و دیگر مؤمنوں کے عقائد تھے جو کہ تسلسل کے ساتھ چلے آرہے ہیں۔

[41]. لطائف اشرفی، ج ۲، ص ۲۰

[42]. القرآن ۶ : ۴۸

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)